دیار پورب کا پہلا علمی دور

(از مولانا قاضی اطہر مبارک پوری ایڈیٹر "البلاغ" بمبئی)

بلاد پورب کی سرزمین پر آفتابِ اسلام کی ضیا پاشی کب ہوئی اور اس ظلمت کدہ میں دین و ایمان کا نور کس زمانہ میں پھیلا؟ اس کی تعیین مشکل ہے، البتہ یہ بات یقینی ہے کہ سلطان محمود غزنوی کی مسلسل فتوحات کے زمانہ میں ہندوستان کا یہ علاقہ اسلام اور مسلمانوں سے آشنا ہو چکا تھا، خاص طور سے بنارس کی فتوحات نے ان اطراف میں بڑی اہمیت اختیار کر لی تھی، اس کے بعد حضرت سالار مسعود غازی علوی (ولادت ۴۰۵ھ شہادت ۴۲۴ھ) اور ان کے رفقاء کی مجاہدانہ سرگرمیوں کی وجہ سے یہاں اسلام اور مسلمانوں کا شہرہ ہوا،

سالار مسعود غازی علوی نے دہلی فتح کرنے کے بعد اودھ میں مقام ستر کھ (بارہ بنکی) کو مرکز بنا کر قنوج، کڑا، مانک پور، بہرائچ اور بنارس وغیرہ میں جہاد کیا کرایا، اور ۴۲۲ھ کے حدود میں اطراف و جوانب کی ہر بڑی بستی میں مہمات روانہ کیں، مولانا عبدالرحمٰن چشتی نے مرآۃ الاسرار میں لکھا ہے۔

و بعد ازاں ملک افضل را با اقرباء او بطرف بنارس و نواحی آں رخصت نمود، و آستانہ او با دیگر شہداء آنجا شہرت دارد، و بعد ازاں ملک عمر و ملک طغرل را با جماعت ایشاں بطرف پرگنات بیسواڑہ تعین کرد، دراں نواحی تردّد نمایاں کردہ بشرف شہادت

امیر مسعود نے ملک افضل کو ان کے رفقاء کے ساتھ بنارس کی طرف روانہ کیا، ان کا مزار دیگر شہداء کے مزارات کے ساتھ اس علاقہ میں مشہور ہے، اس کے بعد ملک عمر اور ملک طغرل کو ان کی جماعت کے ساتھ بیسواڑہ کے پرگنوں کی سمت بھیجا جنھوں

فاکثر گشتند، چنانچہ مقابر ملک عمر شہید و طغرل شہید وغیرہ در قصبہ بلور ؟ و نواحی آں زیارت گاہ خلق است، و ملک عمر شہید بغایت مردانہ خفتہ است و تصرف واحت رادِ، و ہمیں . . . . در ہر شہرے و در ہر قصبہ ملک و ہر دیہے مردم اہل صلاح و صاحب شجاعت و کاردان جابجا نصب نمودہ، چنانچہ دریں ملک ہر جا رسیدم اثرے از اصحاب الشہداء یافتم و ہمہ جا زیارت گاہ خلق است[1]

نے ان اطراف میں مجاہدانہ سرگرمی دکھا کر شہادت پائی، چنانچہ ملک عمر شہید اور ملک طغرل شہید وغیرہ کی قبریں بلور؟ اور اس کے اطراف میں زیارت گاہ ہیں، ان میں ملک عمر شہید بڑے رعب و جلال اور تصرف کے ساتھ آرام فرما ہیں اسی طرح ہر شہر اور ہر قصبہ میں ملک حضرات کو اور ہر قریہ میں مصلحوں اور بہادروں کو جابجا متعین کیا، چنانچہ میں اس علاقہ میں جہاں جہاں گیا ہوں ہر جگہ ان شہداء کا نشان پایا ہے۔

مولوی محمد صادق نے خلاصۃ التواریخ مسعودی میں لکھا ہے کہ آپ (سالار مسعود) ۴۲۴ھ میں تشریف لائے، تمام ملک میں کوئی شہر و قصبہ ایسا نہیں کہ آپ کے ساتھ کا شہید نہ ہو، تمام ملک ہند میں غازیان اسلام منتشر تھے، ہر جگہ کو نورِ شہادت سے منور کیا، اسی وقت سے ہندوستان میں اسلام ہوا[2]۔ مولوی عنایت حسین نے غزا نامہ مسعود میں لکھا ہے کہ جس جس ملک میں حضرت کے نمک خوار تھے، بڑے بڑے سردار تھے، بعد آپ کے سب نے شہادت پائی، اسلام کی بیخ جمائی، ہر شہر و دیار میں ایک نہ ایک شہید لشکر سالار مسعود ہے، قبر اس کی موجود ہے، کوئی مقام خالی نہیں ہے، کل زیر نگیں ہے[3]۔

اور مولانا شاہ ابوالحسن قطبی مانک پوری نے آئینۂ اودھ میں بیان کیا ہے کہ کسی تاریخ میں سوائے لڑائی کڑا مانک پور کے اور کوئی لڑائی سید مسعود کی درج نہیں ہے، لیکن اکثر قبریں گنج شہیداں دیہات و قصبات متعلقہ اضلاع رائے بریلی، و سلطان پور، و فیض آباد، و پرتاب گڈھ، و اعظم گڈھ، و جون پور،

---

[1] مرآۃ الاسرار قلمی جلد اول ذکر سلطان الشہداء امیر مسعود۔
[2] خلاصۃ التواریخ مسعودی ص۷ مطبوعہ غالب الاخبار ۱۲۸۳ھ
[3] غزا نامہ مسعود ص۶ مطبوعہ نظامی پریس کانپور ۱۲۸۶ھ

وبنارس، وغازی پور میں برابر پائی جاتی ہیں اور جہاں جہاں قبریں ہیں باوجود تمادیِ ایام کے عام طور پر بلا کسی اختلاف کے یہ کہا جاتا ہے کہ یہاں یہاں معرکہ مجاہدانہ غازی میاں ہوا ہے، اور یہاں ان ہی کے ساتھی کی قبریں ہیں .... ناظرین کتاب کو خیال رہے کہ ممالک مغربی وشمالی اودھ میں جہاں مقابر شہیدانِ ہمراہیانِ غازی میاں کہا جاتے اس کو باور کرنے میں تامّل نہ کیا جائے[1]۔

اور مولانا عبدالسلام مبارک پوری نے تاریخ المنوال وائلہ میں معتبر حوالہ سے لکھا ہے کہ بزمانہ سید سالار مسعود غازی مَلِک افضل بغرض فتح بنارس، ومَلِک علوی نائب ان کے، ومَلِک طاہر بمقام متو، ومَلِک مردان بمقام شادی آباد غازی پور آئے، ذرات ان کے ان مقام پر ہیں، سترکھ (ملک اودھ) سے مَلِک حاجی بمقام ٹانڈہ متعین ہوتے تھے، مسعود غازی سترکھ سے پورب نہیں آئے، مَلِک طاہر کے ساتھ جو سپاہی تھے سب غزنین و اطراف تیراہ کے تھے، غالبًا شنواری خیل کے مسلمان بھی مَلِک طاہر کے ساتھ تھے، اور حاشیہ میں ہے کہ مَلِک شدُنی کا مزار مبارک پور سے متصل ہے، غالبًا یہ اس طرف بھیجے گئے تھے، اور ان کے ساتھی یہاں آباد ہوئے[2]۔

چوں کہ سالار مسعود غازی اور ان کے رفقاء کی یہ مہمات وفتوحات اور شہادات دیارِ پورب میں بالکل ابتدائی تھیں، ان علاقوں میں مسلمانوں کی آبادیاں نہیں تھیں اور ان لوگوں کی شہادت کے بعد ایک زمانہ تک مسلمانوں نے اِدھر کا رُخ نہیں کیا، اس لئے نہ اُن کے واقعات مرتب ہو سکے، اور نہ صحیح معلومات فراہم ہو سکیں، اور مرورِ زمانہ کے بعد جو روایتیں مشہور ہوئیں ان ہی پر اکتفاء کرنا پڑا، یہی وجہ ہے کہ سالار مسعود غازی اور ان کے رفقاء کے صحیح حالات وواقعات تاریخوں میں نہ ہونے کے برابر ہیں، اور جو کچھ درج کیا گیا ہے اس کی بھی تاریخی حیثیت یہی ہے۔

بہرحال بنارس سے بہرائچ تک کے علاقوں میں سالار مسعود غازی اور ان کی فوجوں نے

---

[1] آئینۂ اودھ ص۳۷ مطبوعہ نظامی کانپور ۱۳۰۲ھ
[2] تاریخ المنوال ج ۲ ص۱۱ مطبوعہ پٹنہ،

نے جہاد کیا اور ۴۲۴ھ میں ان کی شہادت کے بعد سیکڑوں سال تک اس علاقہ میں یوں خاموشی رہی کہ غازیوں اور شہیدوں کے نام اور حالات بلکہ ان کی قبروں کا صحیح حال ملنا مشکل ہوگیا یہاں تک کہ سلطان قطب الدین ایبک نے دہلی اور اجمیر کا نظم و نسق سنبھالنے کے بعد سلطان شہاب الدین غوری کو دعوت دی کہ وہ پھر اس دیار میں مجاہدانہ سرگرمی دکھائے، چنانچہ ۵۹۰ھ میں سلطان شہاب الدین غوری نے قنوج پر فوج کشی کی، اور راجہ جے چند راٹھور سے اٹاوہ کے قریب جنگ ہوئی، جس میں مسلمان فتح یاب ہوئے، اس کے بعد قنوج اور بنارس کے تمام علاقے مسلمانوں کے زیرِ تصرف آگئے اور بنارس سے نیپال کی سرحد تک قبضہ ہوجانے کے نتیجہ میں بنگال کا راستہ صاف ہوگیا، کہنا چاہیئے کہ دیار پورب میں اسی دور سے اسلام اور مسلمانوں کا عمل دخل ہوا اور مسلمان اپنے دینی و ملی امتیازات و خصوصیات کے ساتھ ابھرے، اسی دور میں کڑامانک پور اس دیار کا دار الحکومت قرار پایا بلکہ اس سے آگے مشرق میں لکھنوتی اور بنگال کو بھی مرکزیت حاصل ہوئی، اور ان مرکزوں میں دہلی سے حکام بھیجے جانے لگے، اسی غلام خاندان کی سلطنت (۶۰۲ھ تا ۶۸۹ھ) میں اس دیار میں علم و فضل اور علماء و فضلاء کا پہلا دور شروع ہوا۔

<u>غلام خاندان کا دورِ سلطنت</u> اس سلطنت کی ابتدا سلطان شہاب الدین غوری کے ترکی غلام قطب الدین ایبک سے ۶۰۲ھ میں ہوئی، صورت یہ ہوئی کہ وہ ۵۸۸ھ میں بلادِ ہند کی حکومت پر مامور ہوا اور ۶۰۲ھ میں دہلی فتح کرکے لاہور میں خود مختار سلطنت کی بنیاد رکھی اور وہیں فوت ہوا، اسی کے دور میں پورب میں قنوج اور اودھ کے علاقے فتح ہوئے اور نیپال کے نیچے سے لے کر بنارس تک کا تمام علاقہ مسلمانوں کے زیرِ نگیں ہوگیا، اس خاندان میں حسب ذیل سلاطین گذرے ہیں جنھوں نے دہلی کے تخت پر بیٹھ کر دیار پورب اور بنگال و بہار تک حکومت کی ہے۔

(۱) سلطان قطب الدین ایبک (۲) سلطان شمس الدین التمش (۳) سلطان رکن الدین بن سلطان شمس الدین التمش (۴) سلطانہ رضیہ بنت سلطان شمس الدین التمش (۵) سلطان ناصر الدین بن سلطان شمس الدین التمش (۶) سلطان معز الدین بن ناصر الدین اس کے نائب فیروز شاہ خلجی نے

۶۸۹ھ میں اسے قتل کرکے خلجی سلطنت کی بنیاد رکھی۔

پورب میں پہلا علمی دور ۶۰۲ھ میں سلطان ایبک کی سلطنت سے شروع ہوا اور خلجی دور سے گذرتا ہوا تغلق دور میں ۸۰۲ھ میں ختم ہوا، اس پونے دو سو سالہ دور میں بلادِ مشرق اور بہار و بنگال کے علاقوں میں دینی اور علمی سرگرمیاں جاری ہوئیں اور علمائے فحول اور مشائخ عظام پیدا ہوئے، میر غلام علی آزاد نے مآثر الکرام میں پورب کے علمی ادوار کا تجزیہ کرتے ہوئے پہلے دور کے بارے میں لکھا ہے

بر ملتفتانِ ایں اوراق، و حقائق جویانِ انفس و آفاق جلوہ پیرا باد کہ سرزمین پورب از قدیم الایام معدنِ علم و علما ست، سید محمد کرمانی صاحب سیر الاولیا کہ مرید سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی ست قدس سرہ می گوید کہ مولانا فرید الدین شافعی شیخ الاسلام اودھ بود، مولانا علاء الدین نیلی اودھی پیشِ شیخ الاسلام قاریٔ کشاف بود، مولانا شمس الدین یحییٰ و دیگر علمائے اودھ سامع بودند .... اگرچہ جمیع صوبہ جات ہندیہ بوجود حاملان علوم تفاخر دارند سیما حصار پایۂ تخت کہ بواسطۂ مرجعیت صاحب کمالان ہر قسم دران جا فراہم می آیند، و از تراکم افکار و اجتماع عقول اہلِ ہر عصر کمالات نفسِ ناطقہ را چہ علم عقلی و نقلی و چہ غیر آن بہ پایۂ بالا تری رسانند، اما صوبہ اودھ و الہ آباد خصوصیتے دارد کہ ہیچ صوبہ نتواں یافت[1] الخ

قارئینِ کتاب ہذا اور طالبانِ حقائق کو معلوم ہو کہ سرزمینِ پورب قدیم زمانہ سے علم و علماء کا گہوارہ رہا ہے سید محمد کرمانی مصنف سیر الاولیاء اور مرید حضرت نظام الدین قدس سرہ کا قول ہے کہ مولانا فرید الدین شافعی اودھ کے شیخ الاسلام تھے، مولانا علاء الدین نیلی اودھی ان کے سامنے تفسیر کشاف پڑھتے تھے اور مولانا شمس الدین یحییٰ اور دوسرے علمائے اودھ سنتے تھے، اگرچہ ہندوستان کے تمام صوبے حاملینِ علوم کے وجود پر فخر کرتے ہیں خاص طور سے دار السلطنت دہلی کہ یہاں ہر قسم کے اہلِ کمال جمع ہیں اور ہر زمانہ کے افکار و عقول انبوہ در انبوہ پائے جاتے ہیں اور علمائے علم عقلی و نقلی وغیرہ کا پایہ بلند کئے ہوئے ہیں مگر صوبہ اودھ اور صوبہ الہ آباد اس بارے میں وہ خصوصیت رکھتے ہیں جو کسی اور صوبہ میں نہیں پائی جا سکتی ہے۔

[1] مآثر الکرام ج ۱ ص ۲۲۲ ذکر ملا نظام الدین،

کے دورِ اول کی پوری مدت اس دیار میں علماء، فضلاء، مشائخ اور ارباب فضل و فن کی آمد و رفت اور قیام کی ہے، اور جوں جوں وقت گذرتا گیا یہاں کے شہر و قصبات اور قریات علماء و فضلاء سے معمور ہوتے گئے یہاں تک کہ تغلق خاندان کے تیسرے حکمران سلطان فیروز شاہ نے ۷۷۲ھ میں جون پور کو آباد کر کے اسے دیار مشرق کا مرکز بنایا، اس کے بعد یہاں کے چپے چپے میں علوم و علماء کا کارواں در کارواں چلتے پھرتے نظر آنے لگے۔

اب ہم غلام خاندان کے دور میں پورب کی علمی سرگرمی اور علماء کی خدمات کا سرسری جائزہ لیتے ہیں، شیخ الاسلام فرید الدین اودھی کا شمار اس دور کے نامور علماء میں ہوتا تھا، اودھ سے دہلی تک ان کے علم و فضل کی دھوم تھی، اور تشنگانِ علم و معرفت اس آبِ حیات سے سیراب ہوتے تھے ان کے تلامذہ و مسترشدین میں مولانا علاء الدین نیلی اودھی اور مولانا شمس الدین محمد بن یحییٰ اودھی خاص شہرت کے مالک ہیں جن سے دہلی میں ان کے فیوض و برکات تقسیم ہوئے، اور ان کے تعلیمی و تدریسی سلسلہ کو آگے چل کر بڑی ترقی ہوئی۔
سید حمزہ بن حامد واسطی سلطان شمس الدین ایلتمش کے دورِ سلطنت میں ہندوستان آئے اور کڑا اور کوڑہ کے درمیان سلطان پور نامی قریہ میں سکونت پذیر ہو کر خلق اللہ کو فیض پہنچایا، شیخ سلیمان بن عبد اللہ ہاشمی بھی اسی دور میں ہندوستان آئے، سلطان شمس الدین نے تعظیم و تکریم کی اور خطیر رقم نذر کر کے شاہی قیام گاہ میں ٹھہرنے کی درخواست کی، مگر انھوں نے دہلی سے نکل کر اودھ کے قصبہ کنتور میں سکونت اختیار کی اور وہیں ۶۵۰ھ میں انتقال کیا، شیخ قدوۃ الدین بن میرک شاہ اسرائیلی اودھی حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے مرید تھے، ہندوستان آکر اودھ میں مقیم ہوئے اور مفتوحہ علاقوں کے قاضی مقرر کیے گئے، ۶۰۵ھ میں فوت ہوئے، ان کے بعد ان کے صاحبزادے شیخ اعز الدین قاضی اودھ ہوئے، مشہور ہے کہ اس دیار میں باون ۵۲ گاؤں قاضی قدوۃ الدین کی اولاد سے آباد ہیں، قدوائی خاندان ان ہی کی طرف منسوب ہے، شیخ قطب الدین بن محمد سلطان قطب الدین ایبک کے دور میں ہندوستان آئے اور کڑا مانک پور میں جہاد کر کے فتح یاب ہوئے، سلطان ان کی بڑی تعظیم و تکریم کرتا تھا اور اپنے ساتھ صدر مجلس میں بٹھاتا تھا، ۶۷۷ھ میں کڑا میں فوت ہوئے، مولانا ابو توامہ شرف الدین حنفی دہلوی نے سلطان ایلتمش کے زمانہ میں دہلی سے سنار گاؤں بنگالہ جا کر وہیں درس و تدریس کا سلسلہ

جاری فرمایا اور شیخ شرف الدین احمد بن یحییٰ منیری نے ان سے تعلیم حاصل کی، قاضی شمس الدین بہرائچی والیٔ بہرائچ محمود بن التمش کے زمانے میں وہاں کے قاضی تھے، ان کے بعد ۶۵۱ھ میں قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز ہوئے، شیخ بدرالدین علوی حسینی خواجہ عثمان ہارونی سے فیض حاصل کر کے ہندوستان آئے اور قصبہ دلمئو (رائے بریلی) میں سکونت اختیار کی اور یہیں ۶۶۶ھ میں فوت ہوئے۔ اسی زمانے میں مولانا تقی الدین بن محمود انہونوی اودھی انہونہ (رائے بریلی) میں قیام کرتے تھے۔ شیخ داؤد بن محمود چشتی اودھی کا مکان پالی مئو میں ہے۔ ان کے پیر و مرشد حضرت شیخ فریدالدین اجودھنی اودھ کے سفر میں دو بار ان کے گاؤں میں تشریف لائے تھے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی کے مریدوں میں شیخ شہاب الدین بن محمد سہروردی کاشغری جگ جوت کے لقب سے مشہور ہیں انہوں نے پٹنہ کے قریب جٹھلی نامی گاؤں میں آکر سکونت اختیار کی، سلطان شمس الدین التمش کے دور میں دو بھائی سید شمس الدین اور سید شہاب الدین شہر گردیز سے دہلی آئے اور سید شہاب الدین وہاں سے کڑا مانک پور آکر اقامت گزیں ہوئے ان کی نسل سے سید راجہ حامد شاہ مبارک پوری ہیں جنھوں نے سلاطین شرقیہ جون پور کے زمانہ میں دیار پورب کو اپنا دینی و روحانی مرکز بنایا، اور ان کی اولاد نے آبادیاں قائم کیں چنانچہ راجہ سید مبارک بانی مبارک پور اور راجہ سید خیراللہ بانی خیرآباد ان ہی کی اولاد سے ہیں، اسی دور میں دو بھائی شیخ نظام الدین فرغانی اور شیخ صمصام الدین فرغانی ہندوستان آئے اور انھوں نے سرزمین بنگال کو اپنی مجاہدانہ سرگرمیوں کا مرکز بنایا، والیٔ بنگال محمد بن بختیار خلجی نے ان کو اپنے مقربین میں شامل کر کے، جنگ و جہاد میں حصہ لیا اور زر کثیر صرف کر کے دونوں بھائیوں کے ساتھ اس دیار میں اسلامی خدمات انجام دیں، شیخ نظام الدین کی وفات ۷۱۶ھ میں ہوئی۔

خلجی دورِ سلطنت جیسا کہ معلوم ہوا سلطان معزالدین بن ناصرالدین کے نائب جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے اسے ۶۸۹ھ میں قتل کر کے خلجی خاندان کی سلطنت قائم کی جو ۷۲۰ھ تک باقی رہی اور اس تیس سالہ دور میں حسب ذیل سلاطین ہوئے (۱) سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی (۲) سلطان علاء الدین محمد شاہ خلجی (۳) سلطان شہاب الدین بن علاء الدین خلجی (۵) سلطان ناصرالدین خسرو خاں

خلجی، اس کی سلطنت خسرو غازی نے ختم کی جو بعد میں سلطان غیاث الدین تغلق کے نام سے بادشاہ بنا اور تغلق خاندان کی سلطنت قائم کی، خلجی دورِ حکومت میں کڑا مانک پور کے سرکاری مرکز میں ایک سانحہ ہوا جس کے اثرات پورب پر پڑے، صورت یہ ہوئی کہ جلال الدین خلجی اور ان کے بھتیجے اور داماد علاء الدین خلجی کے درمیان کڑا مانک پور میں جنگ ہوئی جس میں بھتیجے نے اپنے چچا کو ملاقات کے بہانے سے دریائے گنگا کے بیچ میں بلا کر قتل کر دیا اور اپنی سلطنت کا اعلان کر دیا اس وقت علاء الدین کڑا مانک پور اور اودھ کا حاکم تھا، اس مختصر دورِ سلطنت میں پورب اور بہار و بنگال کی دینی اور علمی رونق بڑھتی رہی اور ان علاقوں میں علماء و مشائخ مدرسوں اور خانقاہوں کے ذریعہ اپنے اپنے انداز میں کام کرتے رہے، چنانچہ مولانا بدر الدین حنفی اودھی سلطان علاء الدین محمد شاہ خلجی کے دور میں اودھ کے علمائے کبار میں تھے، یہاں سے دہلی تشریف لے جاتے اور کئی کئی ماہ تک وہاں مقیم رہ کر وعظ و تذکیر کی خدمت انجام دیتے تھے، ان کی مجلسِ وعظ میں عوام و خواص میں سے ہر طبقہ کے لوگ جمع ہوتے تھے اور بہت زیادہ متاثر ہوتے تھے، شیخ الاسلام حضرت شرف الدین احمد بن یحیٰ منیری ۶۶۱ھ میں بعہد سلطان ناصر الدین محمود بن التمش پیدا ہوئے، انھوں نے خلجی دور میں بہار میں دین و ایمان کی بزم سجائی ۷۸۲ھ میں وصال فرمایا، ان کے فیوض و برکات سے خلجی دور خوب مستفید ہوا، مولانا صلاح الدین سرکھی کا وطن سرکھ (بارہ بنکی) تھا اور سلطان علاء الدین خلجی کے دورِ سلطنت میں دہلی میں تدریس و افادہ میں مشغول تھے، مولانا مؤید الدین کڑوی متوفی ۷۲۶ھ اپنے وقت کے باکمال علماء میں تھے، اور سلطان علاء الدین خلجی جس زمانہ میں کڑا کا حاکم تھا مولانا موصوف اس کے ندیموں میں تھے، پھر علائق دنیا سے یکسو ہو کر حضرت نظام الدین بدایونی کی خدمت میں یوں رہے کہ سلطان علاء الدین نے اپنی سلطنت کے زمانہ میں ان کو طلب کیا مگر فقر و استغناء کو جاہ و حشم پر ترجیح دے کر صاف انکار کر دیا، مولانا نصیر الدین کڑوی بھی سلطان علاء الدین خلجی کے دور میں دہلی میں رہ کر تعلیم و تدریس کی خدمت انجام دیتے تھے، مولانا نظام الدین ظفرآبادی متوفی ۷۳۵ھ اس دور کے مشہور علماء و مشائخ میں تھے، یہ اور ان کے صاحبزادے شیخ نصیر الدین سلطان علاء الدین کے دور میں غزنین سے

دہلی آئے تھے۔

ان حضرات کے علاوہ اس دور میں صدہا ارباب فضل وکمال دیارِ مشرق میں موجود تھے، جن کا تعلق بعد کے تغلق دورِ سلطنت سے بھی تھا،

تغلق دورِ سلطنت | جیسا کہ معلوم ہوا خلجی خاندان کے آخری حکمران سلطان ناصرالدین کی سلطنت خسرو غازی نے ختم کرکے سلطان غیاث الدین تغلق کے نام ولقب سے سلطنت قائم کی، جو ۷۲۰ھ سے ۸۱۶ھ تک رہی، اس کی مدت تقریباً ۹۶ سال ہے اور یہ حکمران گذرے ہیں (۱) سلطان غیاث الدین تغلق (۲) سلطان محمد بن تغلق (۳) سلطان فیروز شاہ تغلق اس کا نام جونا تھا (۴) سلطان محمود شاہ تغلق، تیسرے بادشاہ سلطان فیروز شاہ تغلق نے ۷۷۲ھ میں اپنے نام پر جون پور آباد کرکے بلادِ پورب کو علم و معرفت کے نئے دور میں داخل کیا، اور تغلق دورِ سلطنت کے نصف ثانی میں مشرق میں علم کا دوسرا دور شروع ہوا۔

تغلق دورِ سلطنت میں بلادِ مشرق اور اودھ کے کئی علماء و فضلاء دہلی میں اپنی مسندِ تدریس و تلقین سے علم و روحانیت کی سوغات تقسیم کر رہے تھے، اسی دور میں مولانا فریدالدین اودھی شیخ الاسلامی کے منصب پر فائز تھے، اور ان کا شمار دہلی کے نامور علماء میں تھا، اور اودھ سے دہلی تک ان کے علم و فضل کی دھوم مچی ہوئی تھی، اودھ کے دو مشہور عالموں نے دہلی ہی میں ان سے کسبِ فیض کرکے دوامی شہرت پائی، ایک مولانا شیخ شمس الدین محمد بن یحییٰ اودھی جو سلطان محمد بن تغلق کے عہد میں ۷۴۷ھ میں فوت ہوئے، ان کے تلامذہ میں مولانا شیخ نصیرالدین محمود بن یحییٰ بن عبداللطیف اودھی علم و معرفت کی بزم میں "چراغ دہلی" کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں، انھوں نے ۷۵۷ھ میں دہلی میں انتقال کیا، ان کے تلامذہ میں شیخ محمد بن یوسف گیسو دراز، شیخ علاء الدین سندیلوی، شیخ علاء الدین اندی، قاضی عبدالمقتدر شریحی کندی، اور مولانا خواجگی وغیرہ ہیں، موخرالذکر دونوں حضرات سے قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے تحصیل علم کی ہے، اور شیخ الاسلام فریدالدین اودھی کے دوسرے شاگرد رشید مولانا علاء الدین نیلی اودھی ہیں جو خاص شہرت کے مالک ہیں۔ اس دور میں یہ اودھی علماء و مشائخ دہلی کی علمی و روحانی فضا پر چھائے

ہوئے تھے، اور کفرستانِ اودھ کے ان ایمانی چراغوں سے دہلی کے بام و در روشن تھے، شیخ الاسلام شرف الدین احمد بن یحییٰ منیری متوفی ۷۸۲ھ کے لئے سلطان محمد شاہ تغلق نے عظیم الشان خانقاہ تیار کرائی جہاں سے وہ بندگانِ خدا کو علم و روحانیت کی دولت تقسیم کرتے تھے، شیخ علاء الدین بن اعز الدین کنتوری کو محمد شاہ تغلق نے اودھ سے دہلی بلا کر اپنے یہاں قیام کی گذارش کی مگر انھوں نے انکار کرتے ہوئے اپنے دونوں صاحبزادوں شیخ اعز الدین اور شیخ جمال الدین کو سلطان کے پاس رہنے کی اجازت دی، اور خود کنتور چلے آئے، اس کے بعد محمد شاہ تغلق نے شیخ اعز الدین کو قتل کر دیا، اور شیخ جمال الدین نے دہلی میں رہ کر شیخ نصیر الدین محمود بن یحییٰ اودھی سے استفادہ کیا اور کنتور آکر اپنے والد کی جگہ سنبھالی، قاضی مظہر الدین کڑوی بھی شیخ نصیر الدین اودھی سے فیض یافتہ تھے اور سلطان فیروز شاہ تغلق کے ندماء و مقربین میں اہم مقام رکھتے تھے، اس دور میں اودھ کی بزمِ علم و معرفت کے ایک چراغ نے سرزمین بنگال کو بقعۂ نور بنایا یعنی مولانا سراج الدین عثمان چشتی اودھی بنگال تشریف لے گئے اور ان سے خلق اللہ نے فیض اُٹھایا، ان ہی میں حضرت شیخ علاء الدین عمر بن اسعد لاہوری پنڈوی متوفی ۸۰۰ھ بھی ہیں، جنھوں نے اپنے مرشد شیخ سراج الدین عثمان اودھی کے کام کو آگے بڑھایا اور پنڈوہ میں مستقل قیام کر کے ارضِ بنگال کو علم و معرفت کا گلستاں بنایا، ان کے والد بعض سلاطینِ بنگال کے وزیر تھے اور فقہ، اصولِ فقہ، ادب و عربیت کے عالم و فاضل مانے جاتے تھے، سید امیر ماہ افضل الدین بہرائچی متوفی ۷۷۲ھ مشہور بزرگ تھے، فیروز شاہ تغلق نے ۷۵۵ھ میں بنگال سے واپسی پر ان سے ملاقات کر کے چند دیہات جاگیر میں دئے۔

ان علماء و مشائخ کے علاوہ اس دور میں دیارِ پورب میں صدہا اربابِ فضل و کمال موجود تھے اور اپنے اپنے حلقہ میں خدمت انجام دیتے رہتے تھے، مثلاً مولانا نصیر الدین جونپوری مرید شیخ اشرف الدین منیری، مولانا کمال الدین سنتوسی بہاری، مولانا قاضی فخر الدین بن رکن الدین ستر کھی بجنوری متوفی ۷۹۵ھ شیخ تقی الدین علی حسینی بھکری جھونسوی متوفی ۷۷۵ھ، شیخ علی بن محمد جھونسوی متوفی ۷۶۰ھ، شیخ ظہیر الدین بن تاج الدین حسینی ظفر آبادی، شیخ صدر الدین قرشی ظفر آبادی متوفی

[illegible] قاضی سماء الدین بن فخر الدین بجنوری متوفی در لکھنوتی [illegible]، شیخ زین الدین بن عبدالرحمن دہلوی اودھی، مولانا قاضی رکن الدین بن صدر الدین قریشی ظفرآبادی متوفی ۸۹۶ھ، قاضی رکن الدین بن نظام الدین کڑوی، شیخ جمال الدین اودھی، شیخ جلال الدین اودھی، مولانا رکن الدین بہاری، شیخ زاہد بن محمد بہاری، شیخ اسد الدین بن تاج الدین حسینی ظفرآبادی متوفی ۸۹۳ھ وغیرہ وغیرہ تعلق دورِ سلطنت میں آسمانِ مشرق کے شمس و قمر تھے، جن کی روشنی سے از دہلی تا بنگال روشن تھا۔

دیارِ پورب میں پہلے علمی دور کا یہ سرسری جائزہ ہے جو [illegible] سے شروع ہو کر [illegible] میں ختم ہوا اور اس کی مدت پونے دو سو سال ہے اس دور میں بنگال میں سنار گاؤں، اور پنڈرہ، بہار میں منیر اور پٹنہ اودھ اور اس کے اطراف میں کڑا، مانک پور، اجودھیا، کنتور، سترکھ، بجنور، سندیلہ، جھونسی۔ ظفرآباد، بہرائچ، دل مئو، پالی مئو، وغیرہ علم و فضل کے مرکز تھے، جہاں علماء و فضلا اور مشائخ کی اچھی خاصی تعداد تھی۔

اہلِ علم کے لئے پانچ نادر تحفے

۱۔ تفسیر روح المعانی:۔ جو ہندوستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ قسطوار شائع ہو رہی ہے۔ قیمت مصر وغیرہ کے مقابلہ میں بہت کم یعنی صرف تین سو روپے۔ آج ہی مبلغ دس روپے پیشگی روانہ فرما کر خریدار بن جائیے اب تک بیس جلد طبع ہو چکی ہیں۔ باقی دس جلد عنقریب طبع ہو جائیں گی۔

۱۔ تفسیر جلالین شریف مصری:۔ مکمل مصری طرز پر طبع شدہ حاشیہ پر دو مستقل کتابیں۔

۱۔ لباب النقول فی اسباب النزول للسیوطیؒ ۲۔ معرفت الناسخ والمنسوخ لابن حجر قیمت مجلد -/20

۳۔ شرح ابن عقیل:۔ الفیہ ابن مالک کی مشہور شرح جو درسِ نظامی میں داخل ہے قیمت مجلد -/20

۴۔ شیخ زادہ:۔ حاشیہ بیضاوی سورہ بقرہ مکمل قیمت /80

۵۔ فتح الباری:۔ جو قسطوار شائع ہو رہی ہے خدا کے فضل سے دو جلدیں طبع ہو چکی ہیں۔

ملنے کا پتہ:۔ اِدارہ مصطفائیہ دیوبند (یو۔ پی)